المُصنَّف فی الاحادیث والآثار

(مُصنّف ابن ابی شیبہ)

حافظ حامد حماد☆

تعارفِ مؤلّف

حسب ونسب: آپ کا نام عبداللہ بن محمد بن ابراہیم ابوشیبہ بن عثمان بن خواشتی الکوفی اور آپ کی کنیت ابوبکر ہے۔ آپ کی کنیت میں اہلِ تراجم واصحاب الرّجال کا کوئی اختلاف نہیں۔ آپ ابن ابی شیبہ العبسی سے پہچانے جاتے ہیں۔ امام سمعانی کہتے ہیں: عبس بطن من غطفان کہ 'عبس' غطفان سے ہے۔ اگرچہ 'عبس' اور بھی ہیں مگر آپ کا تعلق اس عبس سے ہے جو غطفان کی ایک شاخ ہے۔ آپ کے آباء واجداد اور خاندان اسی قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

ولادت: آپ کی پیدائش کے بارے میں ابن ابی زبیر(۱) نے تاریخ مولد العلماء ووفیاتھم میں اور خطیب بغدادی(۲) نے تاریخ بغداد میں کہا ہے کہ آپ ۱۵۹ھ میں پیدا ہوئے۔

خاندان: آپ کا تعلق ایک علمی اور مشہور خاندان سے ہے' جیسا کہ اصحاب الرجال نے اس کا ذکر کیا ہے۔ امام ذہبیؒ فرماتے ہیں:

> "...... أخو الحافظ عثمان بن أبی شیبة والقاسم بن أبی شیبة الضعیف' فالحافظ ابراهیم بن أبی بکر هو ولده' والحافظ أبو جعفر محمد بن عثمان هو ابن أخیه' فهم بیت علم' وأبوبکر أجلهم......"(۳)
>
> ''آپ عثمان بن ابی شیبہ اور قاسم بن ابی شیبہ ضعیف کے بھائی ہیں —— اور حافظ ابراہیم بن ابوبکر آپ کا بیٹا ہے' جبکہ حافظ ابوجعفر محمد بن عثمان آپ کا بھتیجا ہے۔ آپ کا گھرانہ ایک علمی گھرانہ ہے اور اس گھرانہ میں ابوبکر علم وفضل میں سب سے بڑھ کر ہیں۔''

یحییٰ بن عبدالحمید الحمانی فرماتے ہیں:

> "أولاد ابن ابی شیبة من أهل العلم' کانوا یزاحموننا عند کل محدث"
>
> ''ابن ابی شیبہ کی اولاد بھی اہلِ علم میں سے ہے اور وہ ہر محدث کے پاس اپنے علم کی پیاس بجھانے کے لیے جمع ہوتے ہیں۔''

طلب علم اور علمی سفر: ابن ابی شیبہ کا آبائی وطن کوفہ ہے۔ ادھر ہی آپ پلے بڑھے' جوان ہوئے اور وفات پائی۔ لہٰذا آپ نے کوفہ کے اکثر اساتذہ سے علم حاصل کیا اور ان کے علم کو اپنے ذہن میں محفوظ کیا۔ مگر اس پر اکتفا نہیں کیا' بلکہ آپ نے حصولِ علم کے لیے بصرہ و بغداد کا بھی سفر کیا اور ان دنوں یہی علاقے علم وعلماء کا مرکز ہوا

☆ریسرچ فیلو' پی ایچ ڈی' پنجاب یونیورسٹی

کرتے تھے۔عراق کے بعد آپ نے حجاز کے لیے رخت سفر باندھا جیسا کہ امام ذہبی آپ کے اساتذہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"سمع منه ...... وخلق كثير بالعراق و الحجاز و غير ذلك ۔"

''عراق وحجاز وغیرہ کے بہت سے لوگوں نے آپ سے سماع کیا۔''

یہ بھی یاد رہے کہ آپ نے اپنی ابتدائی عمر ہی میں علم حاصل کرنا شروع کر دیا تھا۔اس بات کا تذکرہ امام ذہبی نے بھی کیا ہے۔امام ذہبی ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

"طلب أبو بكر العلم وهو صبى ' وأكبر شيخ له شريك بن عبدالله القاضى' ومن أبى الأحوص سلام بن سليم' وعبدالسلام بن حرب"

''ابوبکر ابھی بچے ہی تھے کہ طلب علم شروع کر دی' آپ کے سب سے بڑے استاذ شریک بن عبداللہ قاضی ہیں۔آپ نے ان سے' ابوالاحوص سلام بن سلیم سے اور عبدالسلام بن حرب سے سماعت کی ہے۔''

امام بخاری' امام مسلم' امام ابوداؤد اور امام نسائی رحمہم اللہ وغیرہ نے آپ سے اور آپ کے شاگردوں سے روایات لی ہیں' مگر امام ترمذی نے اپنی جامع میں ان سے کوئی روایت نہیں لی۔آپ سے ان لوگوں نے بھی روایت لی ہے: محمد بن سعد الکاتب' محمد بن یحییٰ' امام احمد بن حنبل' ابوزرعہ رازی ابوبکر بن ابو عاصم اور ابوحاتم الرازی رحمہم اللہ وغیرہ۔

آپ احمد بن حنبل' یحییٰ بن معین اور علی بن مدینی رحمہم اللہ کے ہم عصر و ہم پایہ ہیں۔

<u>عقیدہ ونظریات:</u> آپ کا تعلق اہلِ سنت والجماعت سے سمجھا جاتا ہے اور ان ہی میں آپ کو شمار کیا جاتا ہے' بلکہ آپ اہلِ سنت کے اماموں میں سے ہیں اور اس بات کی شہادت درج ذیل دلائل سے ملتی ہے:

(ا) آپ نے جو کتابیں تصنیف فرمائی ہیں وہ آپ کے عقیدے کی غمازی کرتی ہیں۔ان میں سے ایک کتاب ''کتاب الایمان'' ہے' جو یہ شیخ البانی کی تحقیق سے چھپ چکی ہے۔اس کے اندر مسئلہ ایمان پر گفتگو کی گئی ہے اور اہلِ سنت کا عقیدہ بیان کرنے کے ساتھ ساتھ خوارج اور مرجئہ پر رد بھی کیا گیا ہے۔

اسی طرح آپ کی ایک کتاب ''كتابُ السُّنة'' ہے۔شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے **فتوی حمویه** میں توحید اسماء وصفات پر مشتمل کتب کا ذکر کرتے ہوئے اسے ابن ابی شیبہ کی طرف منسوب کیا ہے(٤)۔آپ کی کتب میں سے ایک کتاب ''كتاب الرد على أبى حنيفة'' ہے۔یہ مطبوعہ 'المُصنَّف' کے آخر میں چھپی ہوئی ہے۔آپ کی تصانیف میں سے ایک کتاب ''كتاب العرش'' ہے۔یہ بھی آپ کے عقیدے کو واضح کرتی ہے۔آپ کی سب سے مشہور اور اہم کتاب آپ کی 'مصنف' ہے۔اس کی ابواب بندی ہی اس کے مؤلف کے عقیدے کی ترجمان ہے۔کتاب کے ابواب دیکھتے ہی پتا چلتا ہے کہ آپ کا عقیدہ وہی ہے جو اہلِ سنت کا عقیدہ ہے۔

(ب) آپ کے 'سُنّی' ہونے کی شہادت امام لالکائی نے بھی دی ہے۔انہوں نے مسئلہ خلقِ قرآن کے تحت آپ کا اور آپ کے بھائی عثمان کا تذکرہ ان ائمہ کے ضمن میں کیا ہے جو ائمہ اہلِ سنت اور داعی ہدایت شمار کیے جاتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے بعد جنہوں نے آپؐ کے مشن کو سنبھالا۔(٥)

امام احمد بن حنبل ؒ فرماتے ہیں: امام ابن ابی شیبہ کے تلامذہ میں سے کسی نے آپ سے کہا: ''قرآن کریم اللہ کا کلام ہے اور یہ مخلوق نہیں ہے''۔اس کے بعد میں نے ابن ابی شیبہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

" من لم يقل هذا فهو ضال مضل مبتدع" (٦)

''جو شخص اس کا قائل نہ ہو وہ خود بھی گمراہ ہے' اوروں کو بھی گمراہ کرنے والا بدعتی ہے۔''

(ج) امام ابن القیم ؒ نے اپنے مشہورِ زمانہ قصیدہ ''نونیہ'' میں ابن ابی شیبہ کی کتاب 'کتاب **العرش**' کا حوالہ دیا ہے اور انہیں ائمہ اہلِ حدیث یعنی اہلِ سنت میں شمار کیا ہے۔ (٧)

(د) متوکل باللہ نے آپ کو اور آپ کے بھائی عثمان کو بغداد بھیجا تاکہ وہ لوگوں کو ایسی احادیث سنائیں اور بیان کریں جن میں معتزلہ اور جہمیہ وغیرہ کی تردید ہو اور جن میں رؤیت باری تعالیٰ کا اثبات ہو۔ (٨)

جرح وتعدیل: علماء جرح وتعدیل آپ کی عدالت وثقاہت اور حفظ واتقان پر متفق ہیں۔ امام عجلی (٢٦١ھ) آپ کو ثقہ لکھتے ہیں۔ امام ابوحاتم الرازی (٢٢٧ھ) نے بھی آپ کو ثقہ لکھا ہے۔ امام ابن حبان نے آپ کے بارے میں لکھا ہے:

" وكان متقنا حافظا دينا 'ممن كتب وجمع وصنف وذاكر "

''آپ حافظ ومتقن تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے احادیث لکھیں' جمع کیں' احادیث کی کتب تصنیف کیں اور انہیں یاد رکھا۔''

ابن حبانؒ نے انہیں ثقات میں شمار کیا ہے۔ امام دارقطنیؒ نے آپ کو حافظ کہا ہے۔ امام ذہبیؒ آپ کے بارے میں **الحافظ الكبير الحجة** کا فیصلہ فرماتے ہیں' جبکہ ابن حجرؒ نے بھی آپ کو ثقہ' حافظ اور صاحبِ تصانیف کہا ہے۔

مرتبہ وقدر ومنزلت: یوں تو ابن ابی شیبہ کی بہت تعریف کی گئی ہے مگر یہاں صرف امام ذہبی کے صرف چند کلمات پر اکتفا کیا جاتا ہے اور یہ کلمات انہوں نے **سير اعلام النبلاء** میں لکھی ہیں۔

" الامام العلم 'سيد الحفاظ و صاحب الكتاب الكبار ...... و كان بحرا من بحور العلم 'و به يضرب المثل في قوة الحفظ ...... و قال عمرو بن علي الفلاس : ما رأيت أحدا أحفظ من أبي بكر بن أبي شيبة ...... وقال الامان أبو عبيد : انتهى الحديث إلى أربعة : فأبوبكر بن أبي شيبة أسردهم له 'وأحمد بن حنبل أفقههم فيه 'و يحيى بن معين أجمعهم له 'و علي بن المديني أعلمهم به ......

''امام' عالم' حفاظ کے سردار اور بڑی کتابوں کے مصنف ہیں ...... علم کے دریاؤں میں سے ایک دریا ہیں۔ ان کی قوتِ حافظہ کی مثال بیان کی جاتی ہے ...... عمرو بن علی فلاس نے کہا میں نے ابوبکر بن ابی شیبہ سے بڑھ کر کوئی حافظ نہیں دیکھا۔ ابوعبید نے کہا کہ حدیث کا علم چار لوگوں پر ختم ہے۔ ابوبکر بن ابی شیبہ ان چار افراد میں حدیث کو بیان کرنے میں سب سے بڑھ کر ہیں۔ امام احمد بن حنبل حدیث کو سمجھتے ہیں' امام یحییٰ بن معین حدیث کی جمع میں اور علی بن مدینی اس کے علم میں سب سے بڑھ کر ہیں۔''

قال الحافظ ابوالعباس بن عقدة : سمعت عبد الرحمٰن بن خراش يقول : سمعت أبا زرعة يقول : ما رأيت احفظ من أبي بكر بن ابي شيبة...... قال الخطيب : كان أبوبكر متقنا حافظا' صنف المسند والأحكام والتفسير وحدث ببغداد هو وأخواه القاسم وعثمان ...... " (٩)

''حافظ ابوالعباس بن عقدہ کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن خراش سے سنا اور وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوزرعہ سے سنا کہ وہ کہتے ہیں: میں نے ابوبکر بن ابی شیبہ سے بڑھ کر کوئی حافظ (حدیث) نہیں دیکھا......

خطیب بغدادی کہتے ہیں ابو بکر متقی اور حافظ تھے۔ مسند' احکام اور تفسیر میں کتب تصنیف کیں۔ انہوں نے اوران کے بھائیوں قاسم اور عثمان نے بغداد میں حدیث بیان کی۔''

اس کے بعد احمد بن محمد بن مربع تک سند نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"سمعت أبا عبيد يقول : ربانيو الحديث أربعة : فأعلمهم بالحلال والحرام أحمد بن حنبل ' وأحسنهم سياقة للحديث و أداء علی بن المديني ' وأحسنهم وضعا لكتاب أبوبكر بن أبي شيبة ' وأعلمهم بصحيح الحديث و سقيمه يحيى بن معين ." (١٠)

''میں نے ابوعبید سے سنا ہے کہ حدیث کے علمائے ربانی چار افراد ہیں۔ حلال وحرام کی احادیث کا سب سے زیادہ علم امام احمد بن حنبل کے پاس ہے۔ حدیث کو بیان کرنے میں سب سے بہتر علی بن مدینی ہیں۔ حدیث کی کتاب تصنیف کرنے میں سب سے بہتر ابن ابی شیبہ ہیں اور صحیح وضعیف کی پہچان کے سب سے بڑے عالم یحییٰ بن معین ہیں۔''

اور امام ذہبی تذکرۃ الحفاظ (۴۳۲/۲) میں آپ کے بارے میں لکھتے ہیں:

" الحافظ عديم النظير ' الثبت التحرير" (١١)

یعنی آپ حافظ' عدیم المثل ہیں اور تحریر میں پختہ ہیں۔

<u>تالیفات</u>:(۱) **المُصنّف**: یہ آپ کی سب سے زیادہ مشہور اور اہم کتاب ہے۔ جب **''أخرجه ابن أبي شيبة''** مطلقاً بولا جائے تو اس سے یہی کتاب مراد ہوتی ہے۔

(۲) **المُسند**: بعض لوگ مصنف اور مسند کو ایک سمجھتے ہیں' حالانکہ یہ آپ کی دو مختلف کتابیں ہیں۔ مسند دو جلدوں میں مطبوع ہے۔ امام ذہبی نے ان کے تذکرے میں لکھا ہے:

" له كتابان كبيران نفيسان : المسند والمُصنّف "

یعنی آپ کی مسند اور مصنف دو بڑی اعلیٰ اور ضخیم کتابیں ہیں۔

(۳) **التفسير** (۴) **التاريخ**

(۵) **الايمان**: یہ علامہ البانی کی تحقیق سے چھپ چکی ہے۔ اور اس کا ذکر پہلے بھی کیا جا چکا ہے۔

(۶) **الاوائل** (۷) **ثواب القرآن** (۸) **السُّنّة**: اس کا ذکر ابن تیمیہ نے بھی کیا ہے۔

(۹) **المغازی** (۱۰) **الفتن** (۱۱) **الفتوح**

ان کے علاوہ بھی آپ کی کئی اور تصانیف ہیں۔

<u>وفات</u>: آپ کے بارے میں لکھنے والوں کا آپ کی تاریخ وفات پر اتفاق ہے کہ آپ محرم ۲۳۵ھ میں اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ خطیب بغدادی نے تو صراحتاً لکھا ہے:

" توفي وقت العشاء الآخرة 'ليلة الخميس لثمان مضت من المحرم 'سنة خمس وثلاثين ومائتين"

''جمعرات کی رات' عشاء کے وقت ۸ محرم الحرام ۲۳۵ھ میں وفات ہوئی۔''

وقال البخاري ومطين : مات أبو بكر في المحرم سنة خمس وثلاثين ومائتين۔

''امام بخاری اور مطین نے کہا ہے کہ ابوبکر کی وفات محرم الحرام ۲۳۵ھ میں ہوئی۔''

کچھ کتاب کے بارے میں

☆اسم الکتاب

آپ کی مشہورِ زمانہ کتاب اس نام سے طبع ہوئی ہے: **المُصنّف فی الأحادیث والآثار**

جنہوں نے بھی آپ کا ترجمہ لکھا ہے آپ کی کتاب کو مصنف کے نام سے ذکر کیا ہے اور تراجم' تاریخ و مرویات کی کتب میں بھی یہی نام لکھا ملتا ہے اور مطبوعہ کتاب پر بھی یہی نام درج ہے۔مگر بعض مقامات پر تھوڑا بہت اختلاف بھی پایا جاتا ہے۔ مثلاً خطیب بغدادی نے اسے 'الاحکام' کہا ہے اور ان کی دیکھا دیکھی داؤدی اسماعیل پاشا' عمر رضا اور دیگر معاصرین نے بھی اسے 'الاحکام' کہا ہے' مگر بالجزم اس نام کی کتاب کی نسبت ان کی طرف نہیں کی۔

ابن ندیم نے اپنی فہرست میں اسے 'السُّنن' کہا ہے۔ مذکورہ بالا لوگوں نے اسے سنن بھی کہا ہے مگر یقینی طور پر انہوں نے بھی اسے آپ کی طرف منسوب نہیں کیا۔ یاد رہے کہ ان میں سے بعض نے 'الاحکام' کا ذکر کیا ہے اور بعض نے 'السُّنن' کا اور بعض نے ان دونوں کا اور بعض نے **المُصنّف' الاحکام اور السُّنن** تین کتابیں شمار کی ہیں۔

صحیح بات یہ ہے کہ محقق مؤرخین نے ان تینوں میں سے ایک نام لکھا ہے' اسے تین کتابیں نہیں سمجھا۔ یا 'مصنف' لکھا ہے یا 'الاحکام' یا 'السنن'۔ جس نے ان میں سے کسی دو کو یا تین کو جمع کیا اسے وہم ہوا۔ خطیب بغدادیؒ نے ان کی کتب کے نام لکھتے ہوئے 'الاحکام' کا ذکر کیا ہے اور 'مصنف' کا ذکر نہیں کیا۔ کیا خطیب بغدادیؒ سے اتنی بڑی کتاب پوشیدہ رہ سکتی ہے! بلکہ ذہبی اور ابن ہادی نے خطیب کی عبارت نقل کرتے ہوئے صرف مصنف کا ذکر کیا ہے۔ امام ذہبی نے اپنی دیگر کتب میں بھی صرف مصنف ہی کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح ابن ندیم نے بھی جہاں آپ کی السنن کا ذکر کیا ہے وہاں المصنف کا ذکر نہیں کیا اور جہاں المصنف لکھا ہے وہاں السنن کا تذکرہ نہیں کیا۔

اختلاف کی وجوہ

کتاب کے نام میں اس طرح کے اختلاف کی درج ذیل وجوہ ہوسکتی ہیں:

(۱) ابن ابی شیبہ نے متقدمین کے طریقے کے مطابق اپنی کتاب کا کوئی نام رکھا ہی نہ ہو اور بعد میں آپ کی کتاب مصنف کے نام مشہور ہوگئی اور اسی نام کا اس پر اطلاق شروع ہوگیا۔

(۲) متقدمین علماء بعض کتابوں کے نام معنی کو دیکھ کر رکھ لیا کرتے تھے اور اس میں تھوڑا بہت اختلاف بھی ہو جایا کرتا تھا۔ اس کی کئی ایک مثالیں بھی ملتی ہیں۔ جیسے:

☆سنن دارمی ہے' اسے 'مسند الدارمی' بھی کہا جاتا ہے۔

☆سنن سعید بن منصور ہے۔ اسے مصنف سعید بن منصور بھی کہتے ہیں۔

☆ قاسم بن اصبغ کی 'المُنتقٰی' ہے۔ اسے 'المُصنّف' بھی کہا جاتا ہے۔

☆امام طحاوی کی 'شرح معانی الآثار' ہے۔ اسے 'شرح المعانی' یا 'معانی الآثار' بھی کہتے ہیں' بلکہ اسے 'المُصنّف' بھی کہا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ بھی ایسی کئی ایک مثالیں موجود ہیں جن میں ایک ہی کتاب کو اس کے مضامین کا اعتبار کرتے ہوئے مختلف ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ایسا ہی 'مصنف ابن ابی شیبہ' کے بارے میں ہے۔ کسی نے اسے 'الاحکام' کہا' کسی نے اسے 'السنن' کہہ دیا اور کوئی اسے 'المصنف' کے نام سے یاد رکھتا ہے' البتہ اسے تین مختلف کتابیں شمار کرنا وہم کے علاوہ کچھ نہیں۔

ابن قدامہؒ نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب 'المُغنی' میں ایک جگہ مصنف ابن ابی شیبہ کی عبارت نقل کرنے کے بعد لکھا ہے: ''أخرجه ابن أبي شيبة في سننه'' کہ اسے ابن ابی شیبہ نے اپنی سنن میں درج کیا ہے۔ ابن قدامہ کے بھتیجے نے بھی شرح الکبیر میں بھی مغنی کی عبارت نقل کرتے ہوئے بغیر کسی تبدّل وتغیر کے یہی لکھا ہے اور اس سنن سے ان کی مراد مصنف ابن ابی شیبہ ہی ہے۔

ان جیسی تحریروں سے واضح ہوتا ہے کہ علماء میں کتاب کا نام 'المُصنّف' معروف ہے اگرچہ بعض لوگوں نے اسے دوسرے ناموں سے بھی درج کیا ہے۔ آپ کی یہ کتاب صحیح سند کے ساتھ آپ تک مروی ہے اور ثابت ہے۔ اور یہ قدیم طریقے کے نسخے کے مطابق مدوّن ہے۔ تاریخ وتراجم اور مرویات کی کتب میں اسی پر اعتماد کیا گیا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ علماء اور طلبۂ علم نے مرورِ زمانہ کے باوجود اس کا کوئی اور نام پسند نہیں کیا۔ یہ بھی یاد رہے کہ اگر 'الاحکام' یا 'السنن' بول کر اس سے 'المصنف' کے علاوہ کوئی اور کتاب مراد لی گئی ہو تو اس کی ہمیں کوئی اطلاع نہیں ہے۔

کتاب کی مؤلّف کی طرف نسبت

کتاب کی نسبت مؤلف کی طرف درست اور صحیح طور پر ثابت ہے۔ اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

(۱) کتاب کے تمام نسخوں میں اس کی نسبت امام ابن ابی شیبہ ہی کی طرف کی گئی ہے' بلکہ بعض نسخوں میں مؤلف کی مزید تعریف بھی کی گئی ہے اور لکھا ہے کہ آپ شیخ المشائخ ہیں' امام بخاری' مسلم' ابوداؤد وغیرہ کے اساتذہ میں سے ہیں۔ بعض نسخوں میں ایسی عبارات لکھی ہیں جو اس کتاب کی منزلت ومرتبے کو مزید بڑھاتی ہیں۔

(۲) بہت سی اسناد کے ذریعے اس کتاب کی نسبت امام ابن ابی شیبہ کی طرف ثابت ہے۔

(۳) جس کسی نے بھی امام ابن ابی شیبہ کا ترجمہ لکھا ہے اس نے اس کتاب کو آپ کی طرف منسوب کیا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ کسی نے 'مصنف' کے نام سے اور کسی نے 'الاحکام' کے نام سے اور کسی نے 'السنن' کے نام سے اس کتاب کو آپ کی طرف منسوب کیا ہے۔

(۴) علماء نے آپ کی کتاب سے احادیث نقل کی ہیں اور انہیں آپ ہی کی طرف منسوب کیا ہے۔ یعنی 'اخرجه ابن ابی شیبة'۔

(۵) کسی ایک عالم نے بھی اس کتاب کی آپ کی طرف نسبت کو غلط نہیں کہا اور نہ ہی اس کی نفی کی ہے۔

(٦) اس کتاب کی آپ کی طرف نسبت اس قدر مشہور ہے کہ لوگوں نے ابوشیبہ کے دیگر بیٹوں سے امام صاحب کو ممتاز کرنے کے لیے انھیں 'صاحب المصنف' کہنا شروع کر دیا۔یعنی اس کتاب کی وجہ سے ابو بکر اپنے بھائیوں سے الگ ایک پہچان رکھتے ہیں۔

کتب کی فہرستیں لکھنے والوں نے اس کتاب کی آپ کی طرف نسبت صراحتاً کی ہے۔ان نسبت کرنے والوں میں سے چند ایک کے نام درج ذیل ہیں۔

حاجی خلیفہ نے اپنی کتاب **کشف الظنون** (رقم ۲۷۱۱) میں

الکتانی نے اپنی کتاب **الرسالة المستطرفة** (صفحہ ۴۰) میں

فواد سزگین نے اپنی کتاب **تاریخ التراث العربی** (رقم ۱۹۶) میں

حافظ ذہبی نے اپنی کتاب **تذکرة الحفاظ** (۱۰۵۹/۳) اور **سیر الأعلام** (۱۲۲/۱۱) میں

اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں کئی ایک مقامات پر اور اسی طرح **تلخیص الحبیر** میں مختلف جگہوں میں اس کا ذکر کیا ہے۔

کتاب کا موضوع

مصنف ابن ابی شیبہ کا موضوع وہی ہے جو عام مصنفات کا ہوتا ہے۔یعنی اس میں صحابہ پر موقوف اثرات' تابعین یا تبع تابعین یا ان کے بعد آنے والے فقہاء کے آثار درج کیے جاتے ہیں' جنہیں مقطوعات کا نام دیا جاتا ہے'اور ان کے اقوال مع سند لکھے جاتے ہیں۔ان آثار کا اصل موضوع فقہ واحکام ہوتے ہیں'اگرچہ بعض اوقات ان میں عقائد'رقائق' تاریخ' فضائل' ردود وغیرہ پر بھی ابواب بندی کر دی جاتی ہے' پھر ان تمام آثار کو مرتب شکل میں کتب اور ابواب کے ذیل میں بیان کیا جاتا ہے اور ہر باب میں کوئی ایک یا کئی ایک مرفوع احادیث نقل کی جاتی ہیں۔

ان مصنفات میں صرف فقہی اقوال پیش کیے جاتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ آیاتِ احکام کی تفسیر میں ان اقوال میں اختلاف ہوتا ہے۔البتہ تفسیر میں صحابہ وتابعین کے تمام کے تمام اقوال نہیں لکھے جاتے' اس لیے کہ مصنفات کا موضوع کتبِ تفسیر سے مختلف ہوتا ہے۔

ان میں احکام کے علاوہ جو کچھ نقل کیا جاتا ہے تو اصل یہ ہے کہ زہد ورقائق' تاریخ وفضائل اور فتن وغیرہ پر بحث نہ کی جائے' مگر مصنف ابن ابی شیبہ میں یہ سب کچھ موجود ہے۔اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ آپ کے تلامذہ میں سے کسی نے یہ سب کچھ جمع کیا ہے۔حقیقت یہی ہے کہ احکام کے علاوہ تمام کے تمام موضوعات ضروری نہیں ہیں کہ انہیں مصنفات میں داخل کیا جائے' بلکہ ان کی الگ کتب ہوتی ہیں۔البتہ ان موضوعات کو کچھ مصنفین اپنی مصنفات میں درج کر دیتے ہیں۔

مصنف ابن ابی شیبہ کا دیگر سنن کے ساتھ موازنہ

رامہرمزی فرماتے ہیں:

''کوفہ میں صرف ابو بکر ابن ابی شیبہ ہی ہیں جنہوں نے اپنی کتاب میں بکثرت ابواب بنائے ہیں اور انہیں

بہترین اور اچھی ترتیب میں نقل کیا ہے۔''(۱۲)

ابن شاکر الکتبی لکھتے ہیں:

''ابن سید الناس کے پاس بہترین کتب کا ذخیرہ اور عمدہ امہات الکتب موجود ہیں' جن میں سے ایک مصنف ابن ابی شیبہ ہے......''

ابن شاکر نے مصنف ابن ابی شیبہ کی تعریف کی ہے اور اس کتاب کا ابن سید الناس کے ذخیرۂ کتب میں ہونا ایک خوبی شمار کیا ہے۔

اسی طرح علامہ سبکی نے بھی 'طبقات الشافعية الكبرى' کے اندر 'قفال شاشی' کے ترجمہ میں کہا ہے کہ میں نے اس مسئلہ میں سلف کے اقوال دیکھنے کی کوشش کی تو مجھے پتہ چلا کہ سلف کے اقوال ذکر کرنے میں سب سے بہترین کتاب مصنف ابن ابی شیبہ ہے۔

اس بات میں تو کوئی شک نہیں ہے کہ مصنف ابن ابی شیبہ میں اقوال سلف کا ایک ذخیرہ جمع ہے۔

ابن کثیر لکھتے ہیں:

"صاحب المصنف الذی لم یصنف أحد مثله قط لا قبله ولا بعده"

''ابن ابی شیبہ 'مصنف ابن ابی شیبہ' کے مؤلف ہیں اور اس جیسی کتاب نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد کسی نے تالیف کی ہے۔''

جو کبار علماء اس کتاب کی تعریف کرتے نظر آتے ہیں انہی میں سے خزرجی بھی ہیں۔ ابن ابی شیبہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

"أحد الأعلام وصاحب المصنف"۔ وقال الداودی: "صاحب المسند والمصنف"

''چند کبار علمائے حدیث میں سے ہیں اور مصنف ابن ابی شیبہ کے مؤلف ہیں۔ داؤدی نے کہا کہ آپ صاحبِ 'مسند' اور 'مصنف' ہیں۔''

اسی طرح علامہ سخاوی نے طلبہ حدیث کو وصیت کی ہے کہ وہ فقہی ابواب پر مشتمل کتب پڑھا کریں کیوں کہ اس کی ضرورت ہے اور پھر ان کتب میں 'مصنف ابن ابی شیبہ' کا ذکر کیا ہے۔

علامہ سخاوی کے کلام میں ضرورت سے مراد معرفتِ حلال وحرام کی ضرورت اور آیات واحادیثِ احکام کی تفصیل معلوم ہونے کی ضرورت ہے۔

علامہ سیوطی' حاجی خلیفہ اور کتانی وغیرہ سب نے اپنے اپنے انداز میں مصنف ابن ابی شیبہ کی تعریف کی ہے اور اسے احادیث اور اقوالِ صحابہ وتابعین کے ایک بڑے ذخیرے پر مشتمل کتاب قرار دیا ہے۔

علامہ محمد شفیع تھانویؒ نے بھی ابراہیم نخعی کے اقوال کی تخریج میں اسی کتاب پر اعتماد کیا ہے اور آثار کی تخریج میں ان کا یہ اعتماد 'اعلاء السنن' میں دیکھا جا سکتا ہے۔

منہج ابن ابی شیبہ فی مصنفہ

(۱) مؤلف نے اس کتاب کو فقہی ترتیب میں لکھا ہے اور اسے کئی کتب میں تقسیم کیا ہے۔ پھر ہر کتاب کے تحت

کئی ابواب بنائے ہیں اور ہر باب کے تحت بہت سی نصوص کو جمع کیا ہے۔ باب کے تحت ذکر کردہ احادیث وآثار میں کسی ترتیب کا لحاظ نہیں رکھا۔ بعض اوقات باب کے شروع میں کسی مرفوع حدیث کو لاتے ہیں اور پھر صحابہ وتابعین کے اقوال درج کرتے ہیں اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ باب کے شروع میں کسی تابعی کا قول نقل کرتے ہیں اور پھر صحابہ کے اقوال اور اس کے بعد احادیث وغیرہ درج کرتے ہیں۔ کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا ہے کہ احادیث وآثار کے درج کرنے میں کسی قسم کا کوئی زمانی لحاظ نہیں ہوتا، جس طرح سے احادیث واقوال ذہن میں آئیں درج کر دیتے ہیں۔

(۲) مؤلف نے کوشش کی ہے کہ عنوانِ باب سے تعلق اور مطابقت رکھنے والی مرفوع یا مقطوع روایات کا ایک بڑا ذخیرہ جمع کر دیا جائے اور اس سلسلہ میں مؤلف نے صحت وضعف کی پروا نہیں کی، سوائے اس کے کہ اس روایت کا من گھڑت ہونا بالکل واضح ہو۔

(۳) مصنف کا بہت بڑا حصہ اس کے ابواب پر مشتمل ہے۔ حتیٰ کہ ایک ایک فقہی قول پر الگ سے باب قائم کیا ہے۔ مثلاً کتاب الطہارۃ میں ایک باب اس طرح ہے: ''**من كان يرى المسح على العمامة**'' اور پھر اس کے بعد یوں عنوان قائم کیا ہے: ''**من كان لا يرى المسح عليها و يمسح على رأسه**''[۱۳]

(۴) اسی طرح کتاب الصلوٰۃ میں ایک عنوان یوں قائم کیا ہے: ''**التسليم في السجدة اذا قرأها الرجل**'' اور پھر اس کے بعد اس طرح سے باب قائم کیا ہے: ''**من كان لا يسلم من السجدة**''[۱۴] ان کے علاوہ بھی بہت سی مثالیں ہیں۔ کثرت کے ساتھ عنوان قائم کرنے کی وجہ سے اس کتاب میں ابواب کی ایک بڑی تعداد موجود ہے، جو ۵۴۹۴ تک جا پہنچتی ہے۔ یقیناً یہ ابن ابی شیبہ کی فقاہت وعلم پر دلالت کرنے والی چیز ہے۔ جس طرح امام بخاری کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ''**فقه البخاري في تراجم أبوابه**'' اسی طرح ان کے بارے میں بھی یہ بات کہی جا سکتی ہے، مگر ان کی ابواب کی ترتیب کچھ اچھی اور برمحل نہیں ہے۔ مثلاً طہارت یا صیام کے ابواب آپ نے 'کتاب الصلوٰۃ' میں درج کیے ہیں۔ اس وجہ سے اس کتاب میں سے باب تلاش کرنا بھی ایک مشکل مرحلہ ہے، کیوں کہ ایک عنوان جس جگہ ہونا چاہئے تھا بعض اوقات وہاں وہ ملتا ہی نہیں ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ امام صاحب نے اس کتاب کی تنقیح نہیں کی اور نہ انہیں اسے مرتب کرنے کا موقع ملا، بلکہ شاگردوں کو املا کروائی گئی اور پھر اسی طرح سے لوگوں میں مشہور ہو گئی۔

(۵) اکثر اوقات عنوان قائم کرتے ہوئے باب کا لفظ استعمال نہیں کرتے جیسا کہ دیگر محدّثین باب کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ ان کے عناوین اس طرح سے ہوتے ہیں: '**في كذا...**' یا '**ما جاء في كذا...**'[۱۵] اور کبھی کبھی لفظ 'باب' اور عنوان کو اکٹھا بھی لکھ دیتے ہیں، مثلاً: '**باب في كذا...**' یا '**باب ما جاء في كذا...**'۔ پوری کتاب میں تقریباً پچیس (۲۵) مواقع پر انہوں نے ایسا کیا ہے۔ کبھی کبھار صرف 'باب' لکھ دیتے ہیں اور اس کا عنوان ذکر نہیں کرتے، جیسا کہ امام بخاری بھی اکثر اس طرح کرتے ہیں۔ اس طرح انہوں نے صرف تین (۳) جگہوں پر کیا ہے۔ کبھی عنوان میں آیت مبارکہ ذکر کرتے ہیں جس پر مسئلہ کا دارومدار ہوتا ہے۔ مثلاً 'کتاب الطهارة' میں لکھتے ہیں: ''**قوله ﴿أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ﴾**''[۱۶]

اسی طرح 'كتاب الصلوٰة' میں ایک مقام پر یوں عنوان قائم کرتے ہیں: ''في قوله تعالى ﴿أَقِمِ الصَّلوٰةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ﴾ ''۔ بعض اوقات عنوان میں کسی حدیث کا کوئی ٹکڑا نقل کرتے ہیں' مثلاً 'كتاب الصلوٰة' میں ایک باب اس طرح قائم کیا ہے: ''صلاة القاعد على النصف من صلاة القائم''(١٧) اسی طرح 'كتاب الصيد' میں ایک باب یوں قائم کرتے ہیں: ''الملائكة لا تدخل بيتًا فيه كلب''(١٨) بعض اوقات صیغہ استفہام کے ساتھ باب قائم کرتے ہیں۔ مثلاً 'كتاب الطهارة' میں ہے 'في الوضوء كم هو مرة؟''(١٩)

(٦) اسناد نقل کرنے میں ابن ابی شیبہ درج ذیل باتیں بھی پیش نظر رکھتے ہیں:

(ا) راوی اور شیخ کے مابین صیغ ادا کو مدنظر رکھتے ہوئے انہیں نقل بھی کر دیتے ہیں' مثلاً آپ نے لکھا ہے: "حدثنا أبو معاوية وابن نمير عن الأعمش عن المنهال عن زاذان عن البراء قال... " اس کے بعد آخر میں کہتے ہیں: " الا أن ابن نمير قال حدثنا الاعمش قال حدثنا المنهال..." یعنی ابو معاویہ نے 'عن الأعمش' کہا ہے اور ابن نمیر نے 'حدثنا الأعمش' کہا ہے۔(٢٠)

ایک اور حدیث نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "حدثنا وكيع وأبو معاوية عن الأعمش قال سمعت مجاهدًا يحدث عن طاؤس عن ابن عباس..." اور پھر آخر میں کہتے ہیں: "و لم يقل أبو معاوية سمعت مجاهدًا " یعنی اس حدیث کی سند میں وکیع نے تو 'سمعت مجاهدا' کے لفظ استعمال کیے ہیں مگر ابو معاویہ نے 'سمعت مجاهدا' نہیں کہا۔(٢١)

(ب) راویوں کی طرف سے سند کے اندر جو کمی بیشی ہوئی ہو اس پر امام صاحب تنبیہ فرما دیتے ہیں۔ مثلاً ایک جگہ اس طرح حدیث شروع کی ہے: "حدثنا معاوية و وكيع عن الأعمش عن ثمامة بن عقبة المحملي عن الحارث بن سويد قال :قال عبد الله ... " اس کے بعد آخر میں کہا ہے: "الا أن أبا معاوية زاد فيه :قال الأعمش فذكرته لابراهيم فحدث عن عبد الله بمثله و زاد فيه :من شر الجن و الانس " (٢٢)

(ج) حدیث کے مرفوع و موقوف ہونے پر بھی آپ تنبیہ فرما دیتے ہیں۔ مثلاً 'كتاب الفتن' میں لکھتے ہیں: "حدثنا عبد الأعلى وعبيدة بن حميد عن داؤد عن أبي عثمان عن سعد رفعه عبيدة ولم يرفعه عبد الأعلى قال..."

(د) روایت میں اگر کہیں کسی راوی سے کوئی شک ہوا ہو تو اسے بھی واضح کر دیتے ہیں۔ مثلاً لکھتے ہیں: "حدثنا هشيم عن العلاء بن زياد عن الحسن أو غيره الشك مني أن أصحاب رسول الله ﷺ..."

(ہ) حدیث کے مرفوع و موقوف ہونے کو مختلف صیغ سے بیان کرتے ہیں۔ مثلاً 'رفعه' 'يبلغ به' 'رواية' وغیرہ۔

(٧) بعض اوقات امام ابن ابی شیبہ حدیث کو بالمعنی نقل کر دیتے ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہوتی ہے کہ کچھ ہی دیر بعد وہی حدیث مفصّل لکھ دیتے ہیں یا پہلے مفصّل لکھ دی ہوتی ہے اور بعد میں اختصار کرتے ہوئے بالمعنی

حدیث بیان کر دیتے ہیں۔ یا اس حدیث کے آخر میں 'بمثله' یا 'بنحوه' وغیرہ لکھ دیتے ہیں۔ یا پھر مختلف ملتے جلتے آثار ایک ہی متن میں جمع کر دیتے ہیں۔ اور کبھی ایسا بھی کرتے ہیں کہ متن کو مختصر کرتے ہوئے صرف اتنی عبارت رہنے دیتے ہیں جو مسئلہ کے حکم پر دلالت کرنے والی ہوتی ہے' مثلاً' عن فلان أنه قال لا بأس به'۔ اور کبھی باب سے متعلقہ حدیث کے ٹکڑے کو نقل کرتے ہیں اور باقی حدیث حذف کر دیتے ہیں۔ 'مصنف' میں اس کی مثالیں بکثرت ملتی ہیں۔

(۸) بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ مؤلف متن کا مقصود بیان کرتے ہوئے اس کے معنی کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں۔ مثلاً ابن عمرؓ کا ایک اثر نقل کرتے ہیں'' أيها الناس انكم لا تدعون أصم و لا غائباً'' اس کے بعد فرماتے ہیں: یعنی 'فی رفع الصوت بالدعاء'[۲۳]۔ مؤلف نے اپنی کتاب میں کثرت کے ساتھ غریب الفاظ کی تشریح کی ہے۔ اس کی بہت سی مثالیں ہیں' ایک دو ذیل میں درج کی جاتی ہیں:'' عن أبی الدرداء ... نعم البیت الحمام 'یذهب الصنة یعنی :الوسخ و یذکر النار ۔[۲۴]

اسی طرح ایک اور مقام پہ ایک روایت نقل کرتے ہیں:'' عن ابن عباس ﷺ قال :دعانی عمر لأتغدی عنده قال ابو بکر :یعنی السحور فی رمضان ...''

☆ کتاب میں احادیث وآثار اور کتب وابواب کی تعداد

مصنف ابن ابی شیبہ میں کتب کی تعداد انتالیس (۳۹) ہے' ان میں سے پہلی کتاب 'کتاب الطهارة' ہے اور آخری کتاب 'کتاب الجمل والخوارج'' ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں ابواب کی کل تعداد پانچ ہزار چار سو چورانوے (۵۴۹۴) ہے۔

اس مصنف میں سند کے ساتھ منصوص روایات کی تعداد (۳۸۴۰) ہے۔ ان میں مرفوع' موقوف اور مقطوع تمام قسم کی روایات جمع ہے۔ مرفوعات کی تعداد (۷۹۱۵)' موقوفات کی تعداد (۱۱۰۵۰) اور مقطوعات کی تعداد (۱۷۲۵۹) ہے۔

☆ خصائص مصنف ابن ابی شیبہ

(ا) مصدر اصلی: یہ کتاب مصادر اصلیہ میں شمار ہوتی ہے اور حدیث وآثار میں امہات الکتب میں سے سمجھی جاتی ہے۔ اس لیے کہ اس کا مؤلف زمانہ ومرتبہ کے لحاظ سے مقدم ہے اور اس نے اس میں شرعی احکامات کے بارے میں صحابہ وتابعین کے آثار کی ایک کثیر تعداد جمع کر دی ہے۔

(ب) موصول روایات: مصنف ابن ابی شیبہ میں تقریباً تمام کی تمام روایات موصول ہیں۔ صرف چند ایک مواقع پر سند موصول نہیں ہے' وہ بھی مجموعی طور پر عالی اسناد ہیں۔

(ج) اس کتاب میں امام صاحب کی اپنی یا اپنے اساتذہ کی آراء انتہائی کم ہیں۔ البتہ جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا کہ اس میں علماء کے اقوال کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے مگر یہ آراء مؤلف کے شیوخ سے اوپر والے اساتذہ کی ہیں۔

(د) تفسیری روایات: اس کتاب میں آیاتِ احکام کی تفسیر میں علماء سلف کے اقوال بکثرت موجود ہیں۔ دوسرے

لفظوں میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس میں نہ صرف تفسیر کا ذخیرہ موجود ہے بلکہ فقہی احکامات بھی بہت حد تک جمع کردیے گئے ہیں۔

(و) صحتِ احادیث: اگرچہ اس میں ضعیف روایات بھی بہت ہیں' مگر مجموعی طور پر اس میں صحیح احادیث و روایات کی تعداد بنسبت ضعیف روایات کے زیادہ ہے۔ لہٰذا صحیح احادیث کی کثرت ہونے کے باوجود کسی مسئلے کا استدلال کرتے ہوئے حدیث یا روایت کی صحت کا جانچنا ضروری ہے' کیونکہ ممکن ہے وہ استنادی حیثیت سے کمزور ہو۔

(د) کثرتِ ابواب: اس کتاب میں ابواب کی کثرت ہے جس طرح صحیح بخاری میں امام صاحب نے بکثرت ابواب قائم کیے ہیں۔ یہ اس کتاب کی فقاہت کے لحاظ سے ایک خصوصیت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک کمزوری بھی ہے کہ ابواب غیر مرتب ہونے کی وجہ سے حدیث تلاش کرنے میں مشکل پیش آتی ہے۔

(ز) الفاظِ متن: اس کتاب میں متابعات و شواہد پر کافی توجہ دی گئی ہے اور متن میں مختلف رواۃ نے جو مختلف الفاظ بیان کیے ہیں ان کو واضح کیا گیا ہے۔ ساتھ ساتھ متون میں جو فرق ہو اس پر بھی تنبیہ کردی گئی ہے۔

(ح) عدمِ تکرار: اس کتاب میں آثار کے تکرار سے گریز کیا گیا ہے۔ البتہ جہاں کوئی خاص فائدہ پیش نظر ہو تو آثار کو مکرر بھی لایا گیا ہے مگر بالعموم اس سے احتراز کیا گیا ہے۔

(ط) تقطیع متون: متن یا سند کے فائدے اور لطائف و استدلال کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے متون کے ٹکڑے نقل کیے گئے ہیں اور جہاں مناسب ہو وہاں انہیں مکرر بھی لایا گیا ہے۔

☆ احادیث کا درجہ

اب کچھ اس کتاب میں پائی جانے والی احادیث کے صحت و ضعف کے حوالے سے اور استنادی حیثیت اور ان کے درجات پر گفتگو کی جاتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے اپنی کتاب میں صرف صحیح احادیث کا التزام نہیں کیا بلکہ انہیں باب سے متعلق جو کچھ ملا سب کچھ یا جو مناسب سمجھا نقل کردیا۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے دیگر سنن یا مسانید کے مصنفین و مؤلفین نے کیا۔

امام سخاوی اس بارے میں فرماتے ہیں:

" و بالجملة فسبيل من أراد الاحتجاج بحديث في السنن ' لاسيما ابن ماجه ومصنف ابن أبي شيبة وعبد الرزاق مما ...... فليس له أن يحتج بحديث من السنن من غير أن ينظر فى اتصال اسناده و حال رواته ... "

''یعنی جو شخص سنن یا مسانید میں سے استدلال کرنا چاہتا ہو تو اسے اتصالِ سند اور رواۃ کے حالات کو ضرور جان لینا چاہیے' خصوصاً جب وہ ابن ماجہ' مصنف ابن ابی شیبہ' مصنف عبدالرزاق وغیرہ یا کسی بھی مسند کی روایت سے حجت لینا چاہے۔''

شیخ عبدالرحمٰن معلمی فرماتے ہیں:

" مصنف ابن أبي شيبة مشتمل أحاديث صحاح على ضعاف وعلى أقوال مختلفة محكية عن بعض الصحابة وبعض التابعين وبعض من بعدهم "

''یعنی مصنف ابن ابی شیبہ میں جہاں صحیح احادیث ہیں وہاں ضعیف احادیث بھی ہیں۔ اور یہ بعض صحابہ وبعض تابعین اور بعد میں آنے والے لوگوں سے منقول مختلف اقوال پر مشتمل ہے۔''

صحیح بات یہ ہے کہ اس میں مروی روایات میں سے اکثر صحیح اور قابلِ حجت ہیں۔

☆ عالی ونازل روایات

عالی ونازل کی بات کرنے سے پہلے یہ واضح رہے کہ ابن ابی شیبہ 'تبع تبع اتباع التابعین' میں سے ہیں۔ یعنی عموماً ان کے اور رسول اللہ ﷺ کے مابین چار واسطے ہیں۔ لہٰذا ان کی مرفوع روایات رُباعی یا خُماسی ہوتی ہیں اور موقوف روایات ثلاثی یا رباعی' جبکہ مقطوع یعنی تابعین کے اقوال میں ان کے اور قائل کے مابین دو یا تین واسطے ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اس کتاب میں مرفوع ثلاثیات بھی ہیں' یعنی امام صاحب اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان تین واسطے۔ یہاں کچھ مثالیں نقل کی جاتی ہیں:

(۱) حدثنا أبو الأحوص عن آدم بن علی قال سمعت ابن عمر یقول ...[۲۵]

(۲) حدثنا هشیم عن عمران بن أبی عطاء قال رأیت ابن عباس توضأ ...[۲۶]

لیکن ان اسناد کے عالی ہونے کا کیا فائدہ کہ ان میں انقطاع آ گیا ہے۔ البتہ ایسی عالی اسناد کافی مقامات پر پائی جاتی ہیں۔ رہیں نازل اسانید تو یہ مصنف ابن ابی شیبہ میں بہت کم ہیں۔ سب سے زیادہ نازل سند والی روایت درج ذیل ہے:

''حدثنا یحیی بن آدم عن حمید بن عبد الرحمن عن عباد بن العوام عن الشیبانی عن الشعبی ...''[۲۷]

اب یہاں اصل میں ابن ابی شیبہ اور شعبی کے درمیان دو یا تین واسطے ہونے چاہئیں تھے' مگر اس سند میں چار واسطے ہیں۔

نوٹ: اکثر لوگوں کو ابن ابی شیبہ کی مصنف اور مسند میں التباس ہوتا ہے اور وہ انہیں ایک ہی کتاب سمجھتے ہیں' حالانکہ یہ دو مختلف کتابیں ہیں اور اس کی وضاحت پہلے ہو چکی ہے۔ امام صاحب کی 'مسند' مسند ابن ابی شیبہ کے نام سے ریاض سے 'دار الوطن' نے شائع کی ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ ایک ضخیم کتاب ہے جو تقریباً سولہ (۱۶) مجلدات میں ہے' جبکہ مسند دو (۲) جلدوں میں چھپی ہوئی ہے۔

'مصنف' میں جو روایات کتبِ ستہ سے زائد ہیں وہ بوصیری نے 'اتحاف الخیرة المھرة' میں اور حافظ ابن حجر نے 'المطالب العالیة' میں جمع کی ہیں۔ ان زائد روایات کی تعداد ۵۷۲ ہے۔ یہ زائد روایات زیادہ تر مصنف ابن ابی شیبہ میں ہیں کیوں کہ مصنف 'مسند' کی نسبت کافی ضخیم ہے۔

مُصنَّف کے متعلق علماء کا اہتمام

علماء نے مختلف اعتبار سے اس کتاب پر کام کیا ہے۔ مثلاً:

(۱) فہارس ومعاجم کی کتب میں مصنف کی روایات ذکر کی ہیں۔

(۲) تخریج میں اس کتاب کی احادیث پر اعتماد کیا ہے۔
(۳) کسی مسئلہ میں اختلافی اقوال کی نقل میں اس کتاب پر اعتماد کیا گیا ہے۔
(۴) اس کی بعض کتابوں کو مستقل طور پر تحقیق و تخریج کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔
(۵) اس پر حاشیہ اور شرح لکھی گئی ہے۔

☆ مُصنَّف کی ہم تک کی سند

ساری کی ساری مصنف ابن ابی شیبہ 'بقی بن مخلد' کے واسطے سے ہم تک پہنچی ہے۔ بقی بن مخلد کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔ ان کے بارے میں لکھا گیا ہے:

"الامام الحافظ أبو عبدالرحمٰن بقی بن مخلد القرطبی ولد بقرطبة فی حدود سنة مائتين ومن اشهر شيوخه أحمد بن حنبل وأبو خيثمة زهير بن حرب وأبو بكر بن أبى شيبة واخوه عثمان وغيرهم كثير. ومن أشهر تلاميذه ابنه أحمد بن بقی والحسن بن سعد الكتامى (راوى المصنف عنه) وعبد اللّٰه بن يونس القبرى المرادى (الراوى الثانى للمصنف عنه)."

''امام حافظ ابوعبدالرحمٰن بقی بن مخلد قرطبی' قرطبہ میں ۲۰۰ ہجری کے لگ بھگ پیدا ہوئے۔ ان کے شیوخ میں امام احمد بن حنبل' ابوخیثمہ' زہیر بن حرب' ابوبکر بن ابی شیبہ' ان کے بھائی عثمان بن ابی شیبہ وغیرہ ہیں۔ ان کے معروف شاگردوں میں احمد بن بقی' حسن بن سعد کتامی اور عبداللہ بن یونس قبری مرادی ہیں۔''

'سیر اعلام النبلاء' میں امام ذہبی ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

"الامام القدوة 'شيخ الاسلام" وقال أيضًا: "وكان امامًا مجتهدًا صالحًا ربانيًا صادقًا مخلصًا رأسًا فى العلم والعمل' عديم المثل منقطع القرين بالاثر ولا يقلد احدًا"

''امام رہنما اور شیخ الاسلام ہیں...... امام' مجتہد' صالح' ربانی' صادق' مخلص' علم و عمل کے شہسوار' عدیم المثال' حدیث و آثار کی بدولت خلوت نشینی اختیار کرنے والے اور غیر مقلد تھے۔''

☆ مصنف ابن ابی شیبہ کی مطبوعات

مصنف ابن ابی شیبہ درج ذیل مقامات سے طبع ہوئی ہے:
(۱) دار السلفیہ' بمبئی' ہندوستان' ۱۳۹۹ھ' شیخ مختار احمد ندوی کی تحقیق کے ساتھ۔
(۲) دار التاج' بیروت' ۱۴۰۹ھ' کمال یوسف الحوت کی تحقیق کے ساتھ۔
(۳) دار الرشد' نسخہ نمبر ۲ ہی کو انہوں نے چھاپا ہے۔
(۴) دار الفکر' بیروت' ۱۴۰۹ھ' سعید محمد اللحام کی تحقیق و تعلیق کے ساتھ۔
(۵) دار الکتب العلمیة' بیروت' ۱۴۱۶ھ' محمد عبدالسلام شاہین کے اشراف میں۔
(۶) مکتبہ دار الرشد' ۱۴۲۵ھ' حمد بن عبداللہ الجمعہ اور محمد بن ابراہیم اللحید ان کی تحقیق سے۔
(۷) مکتبہ قدیمیہ' ملتان۔
(۸) یہ کتاب محمد عوامہ کی تحقیق سے بھی شائع ہو چکی ہے۔ و ما توفیقی الا باللّٰه!

حواشی

(۱) ابن أبی الزبیر' تاریخ مولد العلماء ووفیاتھم' ج۱' ص ۳۷۲۔
(۲) خطیب بغدادی' تاریخ بغداد' ج۱۰' ص ۶۶۔
(۳) الذھبی' الامام' سیر أعلام النبلاء' ج۱۱' ص ۱۲۲۔
(٤) دیکھئے الفتوی الحمویة الکبریٰ 'ص:۲۵۹
(۵) دیکھیں شرح أصول اعتقاد أھل السنة والجماعة' ج۱' ص ٤۲۰۔
(٦) السنة' عبداللّٰہ بن أحمد' ج۱' ص ۱٦۰۔
(۷) دیکھئے الکافیة الشافیة لابن القیم 'شعر :۱٤۱۸ص'۳۸۵۔ دار عالم الفوائد' ۱٤۲۸ھ ۔
(۸) المصدر السابق' ج۲' ص ۲٦٦۔
(۹) سیر أعلام النبلاء' ج۱۱' ص ۱۲۲۔
(۱۰) السیر للذھبی' ج۱۱' ص ۱۲۷۔
(۱۱) ذھبی' تذکرة الحفاظ' ج۲' ص ٤۳۲۔
(۱۲) رامھرمزی' المحدث الفاصل بین الراوی والواعی' ص ٦۱٤۔
(۱۳) مصنف ابن أبی شیبہ' الطھارة' باب من کان لا یری المسح' ج۱' ص ۲۲'۲۳۔
(۱٤) مصنف ابن أبی شیبة' ج۲' ص ۱۔
(۱۵) دیکھئے مصنف ابن أبی شیبة' ج۱' ص ۱۱'۲۲'۷۵۔
(۱٦) مصنف ابن أبی شیبة' ج۱' ص۱٦٦۔
(۱۷) مصنف ابن أبی شیبة' ج۵' ص ٤۱۰۔
(۱۸) المصدر السابق' ج۳' ص ۳۷۳۔
(۱۹) المصدر السابق' ج۲' ص ۵۲۔
(۲۰) المصدر السابق' ج۱' ص ۸۔
(۲۱) مصنف ابن أبی شیبة' ج۳' ص ۳۷۵۔
(۲۲) مصنف ابن أبی شیبة' ج۲' ص ۳٦۔
(۲۳) المصنف' ج۱' ص ۱۰۸۔
(۲٤) المصدر السابق' ج۱۰' ص ۲۰۲۔
(۲۵) المصدر السابق' ج۱۵' ص ۷۔
(۲٦) مصنف ابن أبی شیبة' ج۱' ص ٦۵۔
(۲۷) المصدر السابق' ج۱' ص ۵۔
(۲۸) مصنف ابن أبی شیبة' ج۱' ص ۱۲۔
(۲۹) المصدر السابق' ج۷' ص ۳۲٦۔